دل کی بات

مجلس عمل کا تازہ فیصلہ اور اس کا پیش منظر

متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل نے ''نیشنل سیکورٹی کونسل'' کے اجلاس میں شرکت سے انکار کر دیا ہے۔ واضح رہے کہ نیشنل سیکورٹی کونسل کا پہلا اجلاس ۲۴/ جون کو جنرل پرویز مشرف کی صدارت میں اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ سیکورٹی کونسل کے اجلاس میں صدر مملکت کے معتمد خاص مسٹر طارق عزیز نے بریفنگ دی اور صدر نے خطاب کیا۔

متحدہ مجلس عمل کے ''مُستقل'' قائم مقام صدر جناب قاضی حسین احمد اور جنرل سیکرٹری مولانا فضل الرحمٰن نے اسلام آباد میں مجلس کی سپریم کونسل کے اجلاس کے بعد پریس بریفنگ میں یہ مؤقف اختیار کیا کہ:

سیکورٹی کونسل اور صدر کا آرمی چیف کا عہدہ پارلیمنٹ کے لیے خطرہ ہے۔ وزیراعظم کو سیکورٹی کونسل کا سربراہ بنایا جائے، صدر وردی اتار دیں، سترہویں آئینی ترمیم میں مجلس عمل کی تجویز کردہ شقوں کو تحفظ فراہم کیا جائے اور مطالبات تسلیم کیے جائیں تو مجلس عمل، سیکورٹی کونسل کے اجلاس میں شریک ہو سکتی ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ مجلس عمل کے رہنماؤں نے نیشنل سیکورٹی کونسل کے اجلاس میں شرکت سے انکار کر دیا ہے ورنہ سترہویں ترمیم کے ذریعے ایل ایف او کو تسلیم کرنے اور مخلوط انتخابات قبول کرنے کی وجہ سے عوام میں مجلس عمل کے بارے میں منفی تاثر کو تقویت مل رہی تھی۔ لوگ بجا طور پر ناراض و نالاں ہیں کہ مجلس کی کارکردگی ان کی خواہشات کے برعکس ہے۔ یہ تاثر عام ہے کہ جنرل پرویز کو مضبوط کرنے اور ان کے تمام مارشل لائی اقدامات کو آئینی شکل و تحفظ دینے میں مجلس عمل نے کلیدی کردار کیا ہے۔ اللہ کرے کہ مجلس اپنے تازہ مؤقف پر قائم رہے۔ اُدھر ایوانِ اقتدار میں وزیراعظم کی تبدیلی کی افواہیں یقین کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اپوزیشن کی تمام جماعتیں وزیراعظم جمالی کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہو گئی ہیں۔ اپوزیشن کا مؤقف یہ ہے کہ ہم وزیراعظم کو گرنے نہیں دیں گے کیونکہ اگر وہ گرے تو ہم پر ہی گریں گے اور سسٹم تباہ ہو جائے گا۔ اسی لیے وہ اختیارات کے حوالے سے پاکستان کے کمزور ترین وزیراعظم کو مضبوط کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ اگر انہیں گرنا ہے تو وہ صدر پر ہی گریں، ہم پر نہ گریں۔ باقی سسٹم کی صورت حال یہ ہے کہ صدر اپنی من مانی کر رہے ہیں اور وزیراعظم اپنی ڈفلی بجا رہے ہیں۔

قومی اسمبلی میں دو خوانچے لگ گئے ہیں۔ صدر اپنے خوانچے میں باقاعدہ بیٹھ کر سیاسی کھیل میں مصروف ہیں اور وزیراعظم اپنے کھوکھے میں۔ اگرچہ وزیراعظم کا کھوکھا اپنے حدود اربعہ کے لحاظ سے چھوٹا اور ناکافی ہے لیکن ہر چند وہ اسے آباد رکھنے اور دل ناتواں کے ساتھ مقابلے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ سازشوں کا بازار گرم اور منافقتوں کا الاؤ روشن ہے

یہی روشن خیالی، ترقی پسندی اور اعتدال پسندی ہے۔ ان محلاتی سازشوں کا شہ دماغ مسٹر طارق عزیز قادیانی ہے جو صدر کا محبوب ترین دوست ہے۔ مسٹر طارق عزیز جہاں پہنچ چکے ہیں اور جو کارنامے سرانجام دے رہے ہیں ان سے ہم بخوبی آگاہ ہیں۔ قادیانی گروہ نے ہر دور میں ایسے ہی لوگوں سے کام لیا ہے۔ جنرل ایوب خان اور جنرل یحییٰ خان کے دور میں ایم ایم احمد قادیانی نے ایوانِ اقتدار میں بیٹھ کر جو سازشیں کیں وہ تاریخ کا حصہ ہیں اور کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ۱۹۶۵ء میں کشمیر کے محاذ پر جنرل عبدالعلی قادیانی نے جو گھناؤنا کردار ادا کیا وہ تاریخ میں ناقابلِ معافی جرم ہے۔ بانئ پاکستان کی کابینہ کے وزیر خارجہ آنجہانی مسٹر ظفر اللہ خان قادیانی نے قیامِ پاکستان کے وقت باؤنڈری کمیشن میں اور پاکستان میں وزارتِ خارجہ میں بیٹھ کر وطنِ عزیز کو جو نقصانات پہنچائے ان کی آج تک تلافی نہیں ہو سکی۔ وہی کام آج کل مسٹر طارق عزیز سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ قادیانی اپنے عقیدے کے مطابق وطن کے نہیں بلکہ امریکہ و برطانیہ اور یہود و نصاریٰ کے وفادار و غلام ہیں۔

صدر کی وردی، نیشنل سیکورٹی کونسل، جمالی کا استحکام اور سسٹم کا تحفظ۔ ساری باتیں اپنی جگہ اہم ہیں لیکن عقیدہ و ایمان اور دینی اقدار بہر حال مقدم ہیں۔ ان کے تحفظ کے بغیر وطن کی حفاظت ممکن نہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کو متزلزل اور کمزور کرنا' قانونِ امتناعِ قادیانیت، حدود آرڈی نینس اور قانونِ توہینِ رسالت میں تبدیلی کر کے انہیں غیر مؤثر کرنا امریکی ایجنڈا ہے اور جنرل پرویز اس ایجنڈے کی تکمیل میں اُن کا ساتھ دے رہے ہیں۔ قادیانی گروہ کی نمائندگی کرتے ہوئے مسٹر طارق عزیز جنرل پرویز کے شانہ بشانہ اور قدم بہ قدم ہیں۔ ایسی صورت حال کو قوم کسی قیمت پر برداشت کرے گی نہ قبول کرے گی۔ جمالی وزیراعظم رہیں یا شوکت عزیز وزیراعظم بنیں' ہمیں اس سے کیا فائدہ۔ جب تک آئین میں موجود اسلامی قوانین مؤثر اور محفوظ نہیں ہوتے اور ان کی تنفیذ نہیں ہوتی' اس وقت تک ملک میں کوئی بھی سسٹم نہیں چل سکتا۔ صدر پرویز اس وقت خواہی ناخواہی قادیانی لابی کے نرغے میں ہیں۔ اہم کلیدی عہدوں پر موجود قادیانی وطنِ عزیز کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہیں۔ صدر کو قادیانی حصار سے نکالنا اور اسلام اور وطن کے خلاف قادیانی سازشوں کو ناکام بنانا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔

تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کے دو اہم مطالبات اس وقت دو قراردادوں کی صورت میں بحث کے لیے قومی اسمبلی میں پیش کیے جا چکے ہیں۔

(۱) قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کے ساتھ ساتھ مسلم و غیر مسلم افراد کے شناختی کارڈز کے الگ الگ رنگ ہوں

(۲) مسلم و غیر مسلم اوقاف کی طرح قادیانی اوقاف کو بھی سرکاری تحویل میں لیا جائے' ہمیں امید ہے کہ مجلس عمل کے ارکانِ اسمبلی ان مطالبات کی منظوری کے لیے اپنی طاقت اور صلاحیتیں بہر صورت بروئے کار لائیں گے۔

وانا آپریشن

امریکی دباؤ پر حکومت نے وانا میں اپنے ہی ہم وطن شہریوں پر فوجی آپریشن کے ذریعے جنگ مسلط کی۔ انہیں قتل

کیا اور فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ امریکی فوجی حکومتِ پاکستان کے احتجاج کے باوجود اور اپنی حکومت کی ''سوری'' کو نظر انداز کرتے ہوئے بار بار پاکستانی علاقوں میں گھس آتے ہیں اور سرحدی قوانین کی کھلی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ۱۱ ستمبر کے بعد ہمارے حکمرانوں نے امریکہ کے کسی بھی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی جس کے نتیجے میں آج ہمیں مزید امریکی احکامات کی تعمیل کے لیے ہمہ وقت مستعد رہنا پڑتا ہے۔ وانا آپریشن سو فیصد امریکی حکم کی بجا آوری میں کیا گیا۔ مگر اس کے نقصانات ہمیں ہی اٹھانے پڑیں گے امریکہ کو نہیں۔ قبائل میں فوج کے خلاف مستقل نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ لسانی اور علاقائی تعصّبات کو تقویت ملی ہے اور علیحدگی کے رجحانات میں اضافہ ہوا ہے۔ حال ہی میں سوئی ایئر پورٹ پر نامعلوم افراد نے ۵۶ راکٹ برسا کر اسے تباہ کر دیا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ حکومت ہوش کے ناخن لے اور افہام وتفہیم کا راستہ اختیار کر کے ایسے منفی جذبات کو ختم کرنے کی تدبیر سوچے۔ شاید حکومت کی طرف سے کسی اچھے عمل کے نتیجے میں قبائلی عوام کے زخم مندمل ہو جائیں۔ وگرنہ بظاہر آثار اچھے نظر نہیں آتے۔

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت:

۳۰ رمئی ۲۰۰۴ء کو جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مفتی نظام الدین شامزئی کو دہشت گردوں نے شہید کر دیا۔ اس سے قبل اسی جامعہ کے دو نامور علماء مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو دہشت گردی کا نشانہ بنا کر شہید کیا گیا۔ مفتی نظام الدین شامزئی کے قتل کو فرقہ وارانہ رنگ دینے کی کوشش کی جارہی ہے اور اس حادثہ کو حیدریہ مسجد کراچی میں ہونے والی دہشت گردی کے ردِّ عمل سے جوڑا جارہا ہے۔ ہمارے نزدیک تمام واقعات کے پس منظر میں ایک ہی قوت شامل ہے جو علماء، دانشوروں، سیاست دانوں، تاجروں اور ڈاکٹروں کو دہشت گردی کا نشانہ بنا کر راستے سے ہٹارہی ہے۔ البتہ ولایتی دشمن کو دیسی اجرتی قاتل میسر آ گئے ہیں۔ کور کمانڈر کراچی پر حملہ اور پیپلز پارٹی کے رہنما منور سہروردی کا قتل سب ایک ہی دشمن کے مختلف اہداف ہیں۔ دشمن جانتا ہے کہ ہمارے راستے میں اصل مزاحمتی قوت علماء ہیں اس لیے دہشت گردی کا سب سے زیادہ نشانہ پاکستان میں مذہبی قوتوں کو بنایا جارہا ہے۔ حضرت مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت سے ہم غم زدہ وافسردہ ضرور ہیں لیکن یہ اطمینان ہے کہ وہ راہِ حق میں استقامت کے ساتھ اللہ کے حضور سرخرو ہوگئے۔ اور اپنے پیش روشہداء کے شہر شہیداں میں جا بسے۔ وہ ہمیشہ کے لیے زندۂ جاوید ہوگئے۔ لیکن افسوس حکمرانوں پر ہے جو کور کمانڈر کے قافلے پر حملے کے ملزموں کو تو فوراً گرفتار کر لیتے ہیں، صدر پر خود کش حملوں میں بھی دہشت گرد بھی پکڑے جاتے ہیں مگر علماء کے قاتل دندناتے پھرتے ہیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ حضرت مفتی شامزئی کے قاتلوں کو جلد گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دے۔